تقریر

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ (حضرت محمدؐ)

اللہ تعالیٰ نے مجھے بنو ہاشم میں سے منتخب فرمایا

(تقریر نمبر17)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (الحجرات:14)

کہ اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَیْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

(شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری)

آپؐ سے بہتر میری آنکھ نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا اور آپؐ سے جمیل کسی عورت نے پیدا نہیں کیا۔
آپؐ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپؐ ایسے ہی پیدا کئے گئے جیسے آپؐ چاہتے تھے۔

معزز سامعین! آج مَیں آپ حاضرین کے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے متعلق بیان فرمودہ ایک خصوصیت اور فضیلت بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور وہ ہے اللہ تعالیٰ نے میرے تعارف کے لئے بنو ہاشم کو چُنا ہے۔ جو دیگر قبائل میں سے ایک معزز قبیلہ سمجھا جاتا تھا۔ مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس آیت کی خاکسار نے تقریر کے آغاز پر تلاوت کی ہے۔ اُس میں اللہ تعالیٰ نے بہت واضح طور پر مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ مَیں نے تمہیں یعنی مخلوق کو فرقوں اور مختلف قبائل میں تقسیم کیا ہے یہ صرف پہچان پیدا کرنے کے لئے ہے اس میں فخر اور تکبّر کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اِسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق اپنے معزّز فرقہ اور قبیلہ کا ذکر فرمایا ہے مگر ساتھ ہی بار بار **لَا فَخْرَ** کا اعلان کر کے اس پر فخر کی نفی بھی فرمائی ہے۔ اس لئے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ سے پوچھا کہ بتاؤ! مَیں کون ہوں؟ تو صحابہ نے جواباً کہا کہ آپؐ رسول اللہ ہیں تب آپؐ نے فرمایا کہ مَیں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ صحابہؓ بے ساختہ بولے کہ اِس سے پہلے ہم نے آپؐ کو اپنا نسب بیان کرتے ہوئے نہیں سُنا۔ (مسند احمد) اور مدینہ منورہ میں ہجرت کے وقت داخلے پر جشن کے وقت اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار یوں فرمایا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

آپؐ نے اِس امر کا اظہار اِس لئے فرمایا کہ مدینہ کے باسی آپؐ کی آمد پر جشن منا رہے تھے اور خوشی کی تقریبات میں بالعموم تفاخر کی باتیں ہو جاتی ہیں۔ جس کی حضورؐ نے نفی فرمائی۔ آپؐ حسب و نسب کے اظہار سے بہت دُور رہا کرتے تھے۔ آپؐ عرب کے بادشاہ تھے مگر عموماً فرمایا مَیں ایک غریب عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھی روٹی کھایا کرتی تھی۔ یہ فقرے آپؐ نے اُس وقت بولے جب ایک شخص آپؐ سے خوف کھا رہا تھا۔

سامعین! اب ذرا بنو ہاشم کا اختصار سے تعارف بھی کروا دیتا ہوں۔ ہاشم مکّہ کے ایک معزز تاجر اور قریش کے قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص تھے۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پر دادا تھے اور اِن کی اولاد بنو ہاشم کہلوائی۔ ہاشم کا اصل نام عمرو تھا۔ ہاشم اِن کا لقب تھا۔ آپؐ مکّہ کے زائرین کو ایک خاص قسم کا شوربہ پیش کیا کرتے تھے جسے ”ہشم“ کہا جاتا ہے جس سے آپ ہاشم کہلانے لگے۔ ہاشم دینِ حنیف پر قائم تھے اور بُت پرستی نہیں کرتے تھے۔ ہاشم، دولت و اقتدار کے باعث قریش میں بہت معزز سمجھے جاتے تھے۔ عربوں میں قبائل میں تفاخر کرنے کا سلسلہ چونکہ جاری تھا۔ حضورؐ نے اپنے عمل اور تعلیم سے اِس کی نفی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اِس خاندانی حسب و نسب کو روحانی اور دینی رنگ دے کر تقویٰ میں اعلیٰ مقام پانے والے کو معاشرے کا معزز ترین شخص قرار دیا اور قوم و نسل و رنگ کو جو برتری کا ذریعہ بناتا ہے اُسے اسلام کے خلاف قرار دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ:

”تم میں سے معزز اور زیادہ مکرّم وہ ہے جو زیادہ تر متقی ہے۔ جس قدر نیکیاں اور اعمالِ صالحہ کسی میں زیادہ ہوتے ہیں وہی زیادہ معزّز و مکّرم ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ:8)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس کے بعد یہ وضاحت فرمائی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے قوموں کو مختلف رنگوں اور نسلوں میں بانٹا کیوں ہے؟ اس کا مقصد یہ بیان فرمایا گیا کہ ایک دوسرے پر برتری جتانے کے لئے نہیں بلکہ ایک دوسرے کی پہچان میں سہولت کی خاطر ایسا کیا گیا ہے۔ مثلاً جب کہا جائے کہ فلاں شخص امریکن ہے یا فلاں جرمن ہے تو اس وجہ سے نہیں کہا جاتا کہ امریکن نسل کو سب پر فضیلت حاصل ہے یا جرمن نسل کو سب قوموں پر فضیلت حاصل ہے بلکہ محض پہچان کی خاطر یہ ذکر کیا جاتا ہے۔“

(ترجمۃ القرآن صفحہ:930)

سامعین! اسلام میں ذات پات کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس ذات پات کو کسی صورت میں فخر و مباہات کا ذریعہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ پیدائش اور خلقت کے اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں، کیونکہ ان کا پیدا کرنے والا ایک رب ہے۔ کسی شخص کا کسی خاص ایک قوم یا برادری میں پیدا ہونا ایک اتفاقی امر ہے، اس میں انسان کے اپنے ارادہ، انتخاب اور اس کی اپنی کوشش کو کوئی دخل نہیں ہے، اس بنا پر کوئی معقول وجہ نہیں کہ ذات پات کے اعتبار سے کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل ہو۔ اصل چیز جس کی بنا پر ایک شخص کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا، بُرائیوں سے نفرت کرنے والا اور نیکی اور تقویٰ کی راہ پر چلنے والا ہو، ایسا آدمی خواہ کسی نسل، کسی قوم اور کسی ملک سے تعلق رکھتا ہو، وہ اپنی اس خوبی کی بنا پر قابلِ قدر ہے اور جس شخص کا حال اس کے برعکس ہو وہ بہر حال ایک کمتر درجے کا انسان ہے۔

سامعین! اب مَیں آپ کے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان کے حوالے سے اُن روایات میں سے کچھ آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ جن سے مضمون خود بخود کھل کر سامنے آجائے گا۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِصْطَفٰى مِنْ وَلَدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِىْ اِسْمَاعِيْلَ كِنَانَةَ وَ اصْطَفٰى مِنْ بَنِىْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِى هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ۔

(مسند احمد:17112)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اولادِ ابراہیم سے اسماعیل کو، بنو اسماعیل سے کنانہ کو، بنو کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب فرمایا۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرب میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور ان کو بنی اسماعیل پر فضیلت عطا فرمائی، پھر قریش کو منتخب کیا اور اس کو قبیلہ کنانہ کے بقیہ قبائل پر فضیلت عطا فرمائی، پھر بنی ہاشم کو منتخب کیا اور اس کو قریش کی بقیہ قبائل پر فضیلت دی۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا اور ان کو بنی ہاشم پر فضیلت دی۔ آپؐ کُل اولادِ آدم کے سردار ہیں اور سب سے بڑھ کر فضیلت والے ہیں۔ ان سب کے باوجود آپؐ نے کسی ایک پر فخر نہیں کیا بے شک آپؐ اس مقام پر اللہ کی طرف سے ملنے

والی وحی کی وجہ سے پہنچے ہیں۔ اسی طرح آپؐ ہی وہ ہوں گے جن کو قیامت کے دن سب سے پہلے اٹھایا جائے گا۔ آپؐ ہی پہلے انسان ہوں گی جو سفارش کریں گے اور آپؐ ہی وہ پہلے ہوں گے جن کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: لوگو! مَیں کون ہوں؟ انہوں نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپؐ نے فرمایا: مَیں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اس سے پہلے ہم نے آپؐ کو اپنا نسب بیان کرتے ہوئے نہیں سنا تھا، پھر آپؐ نے فرمایا: خبر دار! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق (جن و انس) کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق (یعنی انسانوں) میں سے بنایا، پھر انسانیت کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین حصے میں رکھا، پھر اس کو قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر اس کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین گھر والا قرار دیا، پس میں تم میں گھر کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور نفس کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔

(مسند احمد: 17658)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی للہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز سورج لوگوں کے بہت قریب آجائے گا یہاں تک کہ پسینہ نصف کانوں تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں (پہلے) حضرت آدم علیہ السلام سے مدد مانگنے جائیں گے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، پھر بالآخر (ہر ایک کے انکار پر) حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگیں گے۔

(البخاری کتاب الزکاۃ باب مَنْ سأل الناس تَكَثُّرًا الرقم: 1405)

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اس وقت (کافروں سے کچھ ناشائستہ کلمات) سن کر (غصہ کی حالت میں تھے' پس واقعہ پر مطلع ہو کر) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: مَیں کون ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ پر سلامتی ہو آپ رسولِ خدا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: مَیں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین خلق (یعنی انسانوں) میں پیدا کیا' پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا (یعنی عرب و عجم)' تو مجھے بہترین طبقہ (یعنی عرب) میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں داخل فرمایا' پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانہ (یعنی بنو ہاشم) میں داخل کیا اور بہترین نسب والا بنایا، (اس لئے مَیں ذاتی شرف اور حسب و نسب کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہوں۔

(الترمذی کتاب الدعوات الرقم: 3532)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی للہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: مَیں نے تمام زمین کے اطراف واکناف اور گوشہ گوشہ کو چھان مارا، مگر نہ تو مَیں نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کسی کو پایا اور نہ ہی مَیں نے بنو ہاشم کے گھر سے بڑھ کر بہتر کوئی گھر دیکھا۔

(الطبرانی فی المعجم الاوسط، الرقم: 6285)

سامعین! پس سب سے اوّل تو حضورؐ نے اپنے نسب کو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جوڑا ہے۔ انبیاء کی اِس پیڑھی کو جو سراسر تقویٰ پر منحصر تھی اپنی پہچان کا ذریعہ بنایا اور ساتھ ہی انہیں اپنی پہچان بتاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن و انس میں سے مجھے انسانوں میں بنایا۔ قبیلوں میں سے بہتر قبیلہ میں رکھا۔ جب گھروں کی تقسیم کا وقت آیا تو بہترین گھر والا قرار دیا۔ مَیں گھر کے اعتبار سے بھی اور نفس کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں۔ ایک روایت میں جن و انس کی جگہ عرب و عجم کا ذکر کر کے فرمایا مجھے عربوں میں پیدا کیا جو بہترین طبقہ ہے۔ بہترین قبیلہ قریش، بہترین گھرانہ بنو ہاشم اور بہترین نسب والا بنایا **وَلَا فَخْرَ** مگر اس پر کوئی فخر نہیں۔ اِس امر کا اظہار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی کیا کہ نہ مَیں نے محمدؐ سے بہتر کسی کو پایا اور نہ بنو ہاشم کے گھر سے بہتر گھر دیکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تم میں معزز اور زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ تر متقی ہے۔ جس قدر نیکیاں اور اعمال صالح کسی میں زیادہ تر ہیں وہی زیادہ معزز و مکرم ہے۔ کیا بے جا شیخی اور انانیت پیدا نہیں ہو رہی؟ پھر بتلاؤ۔ اس نعمت کی قدر کی تو کیا کی؟ یہ اخوت اور برادری کا واجب الاحترام مسئلہ اسلام کی دیکھا دیکھی اب اور قوموں نے بھی لے لیا۔ پہلے ہندو وغیرہ قومیں کسی دوسرے مذہب وملت کے پیرو کو اپنے مذہب میں ملانا عیب سمجھتے تھے اور پرہیز کرتے تھے۔ مگر اب شدھ کرتے اور ملاتے ہیں۔ گو کامل اخوت اور سچے طور پر نہیں۔

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غور کرو کہ حضورؐ نے اپنی عملی زندگی سے کیا ثبوت دیا کہ زید جیسے کے نکاح میں شریف بیبیاں آئیں۔ اسلام، مقدس اسلام نے قوموں کی تمیز کو اُٹھا دیا جیسے وہ دنیا میں توحید کو زندہ اور قائم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا ہے اسی طرح ہر بات میں اس نے وحدت کی روح پھونکی اور تقویٰ پر ہی امتیاز رکھا۔ قومی تفریق جو نفرت اور حقارت پیدا کر کے شفقت علیٰ خلق اللہ کے اصول کی دشمن ہو سکتی تھی اُسے دور کر دیا۔ ہمیشہ کا منکر، خدا رسول کا منکر جب اسلام لاوے تو شیخ کہلاوے۔ یہ سعادت کا تمغہ یہ سیادت کا نشان جو اسلام نے قائم کیا تھا صرف تقویٰ تھا۔“

(الحکم 5 ؍مئی 1899ء صفحہ 4)

ایک شخص نے بعض لوگوں کا اعتراض پیش کیا کہ سیّد ہو کر اُمّتی کی بیعت کرتے ہو۔ اِس پر آپؑ نے فرمایا:

”خدا تعالیٰ نہ محض جسم سے راضی ہوتا ہے نہ قوم سے۔ اُس کی نظر ہمیشہ تقویٰ پر ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ یعنی اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی رکھنے والا وہی ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ یہ بالکل جھوٹی باتیں ہیں کہ مَیں سیّد ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان اور شیخ ہوں۔ اگر بڑی قومیت پر فخر کرتا ہے تو یہ فخر فضول ہے۔ مَرنے کے بعد سب قومیں جاتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور قومیت پر کوئی نظر نہیں اور کوئی محض اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کی وجہ سے نجات نہیں پا سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو کہا ہے کہ اے فاطمہؓ تُو اِس بات پر ناز نہ کر کہ تُو پیغمبر زادی ہے۔ خدا کے نزدیک قومیت کا لحاظ نہیں۔ وہاں جو مدارج ملتے ہیں وہ تقویٰ کے لحاظ سے ملتے ہیں۔ یہ قومیں اور قبائل دنیا کا عرف اور انتظام ہیں۔ خدا تعالیٰ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ ہی مدارجِ عالیہ کا باعث ہوتا ہے۔ اگر کوئی سیّد ہو اور وہ عیسائی ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے اور خدا کے احکام کی بے حرمتی کرے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو آلِ رسول ہونے کی وجہ سے نجات دے گا اور وہ بہشت میں داخل ہو جائے گا؟...... خدا تعالیٰ نے ذاتوں اور قوموں کو اڑا دیا ہے۔ یہ دنیا کے انتظام اور عرف کے لئے قبائل ہیں...... پھر یہ جو فرمایا:

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ کہ اعمال اور دعائیں متقیوں کی قبول ہوتی ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ مِنَ السَّیِّدِیْن...... اب بتاؤ کہ یہ وعدہ سیّدوں سے ہوا ہے یا متقیوں سے۔ اور پھر یہ فرمایا کہ متقی ہی اللہ تعالیٰ کے ولی ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ بھی سیّدوں سے نہیں ہوا...... پھر فرمایا: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ هُدًى لِّلسَّيِّدِيْنَ نہیں کہا۔ غرض خدا تعالیٰ تقویٰ چاہتا ہے۔ ہاں سیّد زیادہ محتاج ہیں کہ اِس طرف آئیں کیونکہ وہ متقی کی اولاد ہیں۔ اِس لئے اُن کا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے آئیں نہ یہ کہ خدا تعالیٰ سے لڑیں کہ یہ سادات کا حق تھا۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 260-261، مطبوعہ 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے صرف احمدی ہو جانا کافی نہیں ہے۔ صرف بیعت کر لینے سے یا اتنا کہہ دینے سے بات نہیں بنے گی کہ ہم فلانے احمدی کی اولاد ہیں جس نے جماعت کی خدمت میں ایک نام پیدا کیا تھا۔ یا ہم فلاں صحابی کی اولاد ہیں جس نے جماعت کی خاطر یہ یہ قربانیاں دی تھیں، یا فلاں شہید ہمارا رشتہ دار ہے جو جماعت کی خاطر شہید ہوا۔ یا ہم فلاں خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمارے ساتھ معاملہ تقویٰ اور نیکیاں بجالانے کی کوشش کو دیکھ کر کرنا ہے۔ اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی تھیں، اُن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا کہ فاطمہ یہ نہ سمجھنا کہ تم اللہ کے نبی کی بیٹی ہو۔ اس لئے تمہارے ساتھ نرمی کا معاملہ ہو گا، بخشش کا معاملہ ہو گا۔ نہیں، بلکہ تمہارے اعمال ہی تمہارے کام آئیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب الوصایا باب ھل یدخل النساء والولد فی الاقارب۔ حدیث 2753)

یہ ٹھیک ہے کہ کوئی صرف اور صرف کُلّی طور پر اپنے عملوں کی وجہ سے نہیں بخشا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہونا بھی ضروری ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تقویٰ پر چلنا اور نیکیاں بجالانے کی کوشش کرنا ضروری ہے...... ہمارے یہاں برصغیر میں ذات پات برادری وغیرہ کا ابھی تک بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے، بلکہ شادیوں وغیرہ کے موقع پر بھی، خاص طور پر رشتوں کے موقع پر بھی بعض خاندان بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ رشتوں میں اس لئے روکیں ڈالی جاتی ہیں کہ فلاں ہماری ذات برادری کا نہیں ہے۔ بعض غلط کاموں میں ملوث لوگوں کی صرف اس بات پر حمایت کی جاتی ہے کہ وہ ہماری برادری یا قبیلے کا ہے۔ پھر ملکوں کی سطح پر چلے جائیں تو مغربی ممالک میں بھی یہ چیز ہے۔ گو وہاں ذات برادری کے لحاظ سے تو نہیں۔ وہ لوگ اس بات کو تسلیم کریں یا

نہ کریں لیکن ان لوگوں میں بھی بڑائی، برتری کا احساس اور دوسرے کو کمتر سمجھنے کا احساس ہے۔ ایشین سے، افریقن سے ان کے مختلف سلوک ہوتے ہیں۔ اور مختلف مواقع پر یہ احساسِ برتری اُن کا ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ سیاسی طور پر بعض مجبوریوں کی وجہ سے اس کا اظہار کریں نہ کریں لیکن کسی نہ کسی طرح یہ برتری اور کمتری کے رویے ظاہر ہو ہی جاتے ہیں۔ بہرحال یہ بڑے اور چھوٹے کا احساس کسی نہ کسی سطح پر ہر جگہ پایا جاتا ہے لیکن ہمارے ملکوں میں ہر سطح پر یہ بہت زیادہ ہے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اس طرف ہی توجہ دلائی ہے کہ اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بلکہ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ تو اصل چیز جو اس میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کا قرب پانے کے لئے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تمہارا متقی ہونا ہی اصل چیز ہے اور کسی قسم کی اَور انفرادیت تمہارے کسی کام نہیں آئے گی۔ فرمایا کہ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔ تمہارا معزز ہونا تمہارے قبیلے کے لحاظ سے نہیں ہوگا۔ یہ خاندان، یہ برادریاں، یہ قبیلے تو ایک پہچان ہیں۔ کم ذات کا یا اچھی ذات کا ہونا معیار نہیں ہے۔ گورا ہونا یا کالا ہونا کوئی بڑائی کا ذریعہ نہیں۔ بلکہ بڑائی اسی میں ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ آپ لوگ جو آج یہاں مختلف قوموں، مختلف ملکوں سے، مختلف جگہوں سے آئے ہوئے ہیں، مختلف قبیلوں، ذاتوں اور خاندانوں کے ہیں، آپ کی پہچان یہی ہے کہ احمدی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ پس ہر احمدی کو یہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بجالائے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے نیکیاں کرے۔ بلا تفریق مذہب ایک دوسرے کے کام آئیں تبھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ٹھہریں گے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ٹھہرتا ہے وہی ہے جو دنیا و آخرت کے انعامات کا وارث ہوتا ہے۔ پس ان خاندانوں اور قبیلوں کو تم اپنی پہچان کی خاطر تو رکھو کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہیں، لیکن یہ پہچان تمہارے معزز ہونے کی پہچان نہیں ہو سکتی، اگر اعمال اُس کے مطابق نہیں ہیں۔ پس یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ معزز وہی ہے جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہے۔ اگر کوئی اپنے آپ کو اعلیٰ خاندان کا سمجھنے والا برائیوں میں مبتلا ہے اور اُس کی نظر میں کمتر خاندان والا ہے لیکن وہ تقویٰ میں زیادہ ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز وہی ہے جس کو وہ کمتر سمجھتا ہے۔"

(افتتاحی خطاب فرمودہ 26 دسمبر 2005ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان۔ بمقام قادیان دارالامان (انڈیا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)